إن الله لا يغير ما بقوم حتى يغيروا ما بأنفسهم

اخبار الحکم

نمبر ۱۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۲ اپریل ۱۸۹۹ء | جلد ۳

ایڈیٹر کے مشورے

خوشی اور رنج اور مصیبت | خوشی دراصل کیا ہے؟ ایک دلی
خواہش اور قلبی تمنا کی کامیابی۔ عدم کامیابی کا نتیجہ ملال دلی
نہیں کہ اوس کامیابی کا نتیجہ [illegible] مقبول ہی ہو۔ دیکھو [illegible]
پتنگ باز وغیرہ کی خوشی [illegible] کی وجہ [illegible] سے رنج
کیوں پیدا ہوتے ہیں؟ ہم تمام اقتضا پر بحث نہ کرینگے۔ آج حضرت مولانا
مولوی نورالدین صاحب نے درس میں [illegible] کر لیتے ہیں کہ [illegible]
انکو [illegible] فرمایا تھا کہ خدا اور رسول بنو۔ پس
کل دکھوں کی جڑ خدائی اور رسالت کا تاج ہے
خدا بننا کیا ہے؟ ہر کہ ہمارا چاہا کیوں نہ ہو؟ کیونکہ اللہ تو
ہی کی یہ شان ہے۔ یفعل ما یرید پس جب ایسے
انسان کی خواہش کے موافق کوئی کام نہیں ہوتا
تو اُسے ملال و رنج پہنچتا ہے۔ اس کا تریاق
یہی ہے دل سے سوال کرے کہ کیا تو خدا ہے؟
جواب پر وہی رنج خوشی سے بدل جاوے گا۔
رسول بننا کیا ہے؟ تم ہمیں یقین ہو کہ جو کچھ
ہم کہتے ہیں وہی راست اور حق ہو۔ اور اس کا
مخالف چونکہ ہمارا نافرمان ہے۔ لہذا جہنمی ہے
پس اُسکا مخالف دیکھکر بھی رنج ہوتا ہے۔
کیا وہ لوگ جو مولوی اور فقیہ کہلاتے ہیں اور
مفتی بنکر فتوے لکھتے ہیں محض اس ایک وجہ سے
ایک مومن عبد اللہ کو خارج از اسلام اور
اور جہنمی نار جہنم قرار نہیں دیتے کہ وہ ایک امر انکی
مرضی کے خلاف بیان کرتا ہے؟ بے شک ایسا
ہی ہوتا ہے۔ پھر ہم کو حیرت ہے کہ اپنے دعوے
رسالت سے کیوں انکار کرتے ہیں۔ اسی کا
نام تو رسول بننا ہے؟ ہمارے مخالف
سوچیں! اور غور کریں!! اور پھر سوچیں!!!
رسول نہ بنیں کہ راحت اسی میں ہے۔

انا للہ اہل اسلام | بنگالہ کے مسلمانوں میں
بین خانساماں ی۔ خدمتگاری۔ حمالی قصابی
گاڑی بانی گویا تقدیر میں لکھی ہے۔ پھر یاد رکھو
کہ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا
ما بانفسہم اور ہند میں شیخی ہے از اسباب
اور جناب امیر علیہ السلام کا بیٹا بننا۔ اور دوسرے
بھائیوں کو کوڑی کا کر [illegible] بنا۔ سنو! مقابل کے
دوڑ گئے۔ اور تم سوتے کے سوتے رہ گئے۔ اگر ہم
تکفیر بازی کے شایق مولویوں کو بیرونی حملے سننے اور
دیکھنے کا اتفاق ہوتا۔ اور مسجد کی چاردیواری سے
نکل کر نظارہ عالم دیکھتے تو انہیں معلوم ہوتا۔
انہیں کیا خبر ہے کہ نو تعلیم یافتہ نوجوان اوزال
مذہب کو کس تمسخر سے سنتے ہیں۔ عربی اور
نہ جاننے سے ان کو قرآن کس کا کلام نظر آتا ہے
تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا
علی الاثم والعدوان کے نہ سمجھنے بڑے
بڑے علوم [illegible] پہنچایا ہوتا۔ کاش! ہمارے
بھائی شادیوں۔ فضول خرچیوں۔ بے جا دعوتوں
اور فسق و فجور کے ارتکاب اور زیب و زینت
کے وقت یہ آیت پڑھا کریں۔

مسلمان اور آریہ | مسلمانوں کو موجودہ پستی
اور ادبار کی حالت میں اہل ہند کی [illegible]

... اتفاق نحوست مصیبت ہے اور ممکن تھی ... قائم رہتی۔ آج تک کے تجربے نے دکھلا رہا ہے۔ لیکھرام کے قتل پر مسلمانوں نے دکانیں ... لیکن آخر وہی ہندو دوکاندار وہی اہل اسلام خریدار۔ امید کی جاتی تھی کہ آریہ کھنڈ کی برائی قوم کا تنفر یا تعصب تعلیم سے کم ہو جاتا۔ مگر نہیں۔ ع سمند ناز پہ اک اور تازیانہ ہوا۔ پہلے تنفر میں اک اور جوش پیدا ہوا۔ ہندو ہندو نہ رہے۔ آریہ بنے۔ آریہ صاحبان کے بعض خطرناک جلسے اس وقت آنکھ کے سامنے ہیں کہ وہ عالمگیر اور محمود کے ان غیر صحیح اور بے معنے محض واقعات کا بدلہ مسلمانوں سے لینا چاہتے ہیں۔ اگر ان کا بس چلے۔ باوصفیکہ وہ تناسخ کے قایل ہیں اور آج تک ثابت نہیں کر سکے کہ یہ مسلمان وہی ہیں جو عالمگیر اور محمود کے ساتھ تھے۔ یا اس وقت کے مسلمانوں نے بفرض محال ابتدائی برائی کی تھی؟ کیا اگر تناسخ سچ ہے تو یہ ممکن نہیں کہ وہ مسلمانوں کی برائی اگر ہو اگرچہ ہمارے خیال میں قطعاً نہیں کسی اہل ہند کے پرم جنم کے کرموں کا پھل نہ ہو یہ اختلاف اور نفاق جو دونوں قوموں میں مسلمانوں کی طرف سے واقعی نہیں۔ دبی بلی چوہوں سے کان کٹواتی ہے۔ اگر اختلاف ہو تو ایک دوسرے سے بازی لیجانے کے لئے کوشش کرے اور دونوں ترقی پا جاویں علم و فضل میں معراج حاصل کریں اور ان میں انصاف قایم ہو۔ ہم پھر کہتے ہیں کہ مسلمانوں کو آریوں سے نفاق اور اختلاف نہیں اگر ہے تو لاریب حلوائی اور پنساری سے لیکر صراف اور بزاز تک مسلمان نظر آتے مگر کیا کوئی ہے؟

دعوت اور اصلاح | **خلوت۔ جلوت**

پلیٹ فارم۔ میلوں۔ شادی کے جلسوں ماتم کدوں۔ میں اسپیچیں ہوں۔ تو قوم کی حالت سدہرے گی۔ ہاں! ان اسپیچوں میں اپنی طاقت لسانی اور خوش بیانی کی داد سننا مطلوب نہ ہو بلکہ بلا خوف لومۃ لائم جو کچھ کہا جاوے۔ کہا جاوے اور ملنے عز و تکریم ننگ و نام کا خیال رہے پھر بھی سچی خیر خواہی اور للّٰہی جوش ہو تو کچھ بنے گا۔ مگر نری دعوت نرا جوش۔ خشک نصیحت کارگر نہ ہوگی۔ سب سے بڑی موثر نصیحت گھر کر جانے والا وعظ اپنا نیک نمونہ ہے۔ پس ملک اور قوم کے سامنے اپنے پاک نمونے رکھدو کہ بہترین واعظ یہی ہیں۔

قومی ہمدردی چاہنے والو! تمہارے لمبے چوڑے لیکچر کیا قوم کے لیے کچھ مفید ہو سکتے ہیں؟ ہم پوچھتے ہیں کہ پرانے واقعات کو یاد کرکے رونا کچھ مفید ہو سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ پدرم سلطان بود کیا فایدہ پہنچا سکتا ہے۔ جبکہ ہم قعر مذلت میں پڑے ہیں۔ استخوان فروشی چھوڑ دو۔ گڑے مردے نہ اکھاڑو سلف ریسپکٹ کا مفہوم سمجھو! خود کچھ بنو۔ اگر آپ کچھ بھی نہیں تو آبا و اجداد کی شرافت ہم کو معزز نہ بنا سکے گی۔ بہتر ہو کہ تمہارے قومی جلسوں اور مجمعوں میں پرانی سٹوریاں نہ سنائی جاویں اور قوم کو اور بھی مغرور اور سست بننے کی تحریک نہ دیجاوے اس سے بیشک تغافل بڑھتا ہے۔ اگر نہیں تو ہم پوچھتے ہیں کہ اتنی ہائے پکار اور عرب کے فتوحات سنا لینے اور مرثیہ خوانیوں سے کیا ہوا؟ کیا قوم میں جو نقص پڑے ہوئے ہیں وہ دور ہوگئے؟ جواب یہی ہے۔ ایک بھی نہیں ہے۔ پس علاج ہے قرآن کریم کو پھیلاؤ اسکی اشاعت کرو کہ رذیلوں کو شریف۔ جاہلوں کو عالم محکوموں کو حاکم۔ بے دینوں کو اگر کوئی خدا پرست بنا سکتا ہے تو قرآن کریم قرآن کی اشاعت کرو اسکے مضامین کو دنیا میں نہیں تو اپنی قوم میں پھیلاؤ پھر خاطر خواہ اور پسندیدہ نتایج کا ذمہ وار خدا ہے۔

اخبار | قوم کی ترقی۔ ملکی بھلائی۔ عوام کی رہنمائی۔ خواص کی دلچسپی۔ حکام کی ہدایت۔ رعایت رعیت اور انکی اطاعت کا ذریعہ ہے۔ مگر جہاں پولیٹیکل سوشل تعلیم نہ ہو وہاں یہ کاغذ بالکل بیکار ہے۔ خدایا! مہتممان اخبار معمول بلند حوصلہ۔ خدا ترس۔ شریف عالی خیال ہوں۔ اللھم اجعلنا منھم صرف بھانڈ۔ طماع۔ یاوہ گو نہ ہوں۔ ربنا لا تجعلنا منھم۔ قوم کی حالت کو سدہارنے کے لئے اخبار بہترین ذریعہ ہے بشرطیکہ وہ اس مطلب کے لئے وضع کیا جاوے اور قوم اسپر توجہ کرے۔

اسرار معرفت

ذیل میں ہم حضرت اقدس کی ایک تقریر کا کچھ حصہ بطور نمونہ درج کرتے ہیں۔ یہ تقریر بصورت رسالہ جداگانہ چھپ رہی ہے ہمارے مخدوم مولنا مولوی عبدالکریم صاحب نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ اس تقریر کی کثیر التعداد کاپیاں شایع ہوں اور ہمارے ہر دوست کے ہاتھ میں بطور خضر طریقت اور سارٹیفکٹ ہو پھر ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے دوست اسکی اشاعت میں بہت کوشش کرینگے۔ اگر سو آدمی ہی بیس بیس کاپیاں خرید کریں تو صرف ۲ عہ ان کو ملیں گے اور دو ہزار کاپی شایع ہو سکتی ہے۔ یہ تقریر اخبار میں شایع نہ ہوگی محض نمونتاً درج کی گئی ہے۔ جداگانہ چھپ رہی ہے۔

ایڈیٹر

عہ تقریر مذکور مع ایک خط کے جو وحدت وجود کی حقیقت پر ہے چھپ چکی ہے قیمت ۲/

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۔ نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

تقریر حضرت اقدس

مورخہ ۱۸ جنوری ۱۸۹۹ء

تقدیر دو قسم کی ہوتی ہے ۔ ایک کا نام معلق ہے اور دوسری کو مبرم کہتے ہیں ۔ اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اسکو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے اور مبرم ہونے کی صورت میں وہ صدقات اور دعا اس تقدیر کے متعلق کچھ فایدہ نہیں پہنچا سکتے ۔ ہاں وہ عبث اور فضول بھی نہیں رہتی کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کی شان کے خلاف ہے وہ اس دعا اور صدقات کا اثر اور نتیجہ کسی دوسرے پیرایہ میں اسکو پہنچا دیتا ہے ۔ بعض صورتوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ کسی تقدیر میں ایک وقت تک توقف اور تاخیر ڈال دیتا ہے ۔

قضاء معلق اور مبرم کا ماخذ اور پتہ قرآن کریم سے ملتا ہے یہ الفاظ گو نہیں مثلاً قرآن کریم میں فرمایا ہے ادعونی استجب لکم ۔ ترجمہ دعا مانگو میں قبول کروں گا " اب یہاں سے معلوم ہوتا ہے کہ دعا قبول ہو سکتی ہے اور دعا سے عذاب ٹل جاتا ہے اور ہزارہا کیا کل کام دعا سے نکلتے ہیں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کل چیزوں پر قادرانہ تصرف ہے ۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اسکے پوشیدہ تصرفات کی لوگوں کو خواہ خبر ہو یا نہ ہو ۔ مگر صدہا تجربہ کاروں کے وسیع تجربے اور ہزارہا دردمندوں کی دعا کے صریح نتیجے بتلا رہے ہیں کہ اسکا ایک پوشیدہ اور مخفی تصرف ہے وہ جو چاہتا ہے محو کرتا ہے اور جو چاہتا ہے اثبات کرتا ہے ۔ ہمارے لئے یہ امر ضروری نہیں کہ ہم اسکی تہ تک پہنچنے اور اسکی کنہ اور کیفیت معلوم کرنے کی کوشش کریں ۔ جبکہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے کہ ایک شے ہونے والی ہے ۔ اسلئے ہم کو جھگڑے اور مباحثے میں پڑنے کی ضرورت نہیں خدا تعالیٰ نے انسان کے قضا و قدر کو مشروط بھی رکھا ہے جو توبہ ۔ خشوع ۔ خضوع سے ٹل سکتی ہیں ۔ جب کسی قسم کی تکلیف اور مصیبت انسان کو پہنچتی ہے تو وہ فطرتاً اور طبعاً اعمال حسنہ کی طرف رجوع کرتا ہے ۔ اپنے اندر ایک قلق اور کرب محسوس کرتا ہے جو اُسے بیدار کرتا اور نیکیوں کی طرف کھینچے لئے جاتا ہے اور گناہ سے ہٹاتا ہے ۔ جس طرح پر ہم ادویات کے اثر کو تجربے کے ذریعہ سے پا لیتے ہیں ۔ اسی طرح پر ایک مضطرب الحال انسان جب خدا تعالیٰ کے آستانہ پر نہایت تذلل اور نیستی کے ساتھ گرتا ہے اور ربی ربی کہہ کر اُسکو پکارتا اور دعائیں مانگتا ہے ۔ تو وہ رویاے صالحہ یا الہام صحیحہ کے ذریعہ سے ایک بشارت اور تسلی پا لیتا ہے ۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ جب صبر اور صدق سے دعا انتہا کو پہونچیگی تو وہ قبول ہو جاتی ہے ۔ دعا ۔ صدقہ اور خیرات سے عذاب کا ٹلنا ایسی ثابت شدہ صداقت ہے جس پر ایک لاکھ چوبیس ہزار نبی کا اتفاق ہے اور کروڑہا صلحا اور اتقیا اور اولیاء اللہ کے ذاتی تجربے اس امر کے گواہ ہیں نماز کیا ہے ؟ یہ ایک خاص دعا ہے ۔ مگر لوگ اسکو بادشاہوں کا ٹیکس سمجھتے ہیں ۔ نادان اتنا نہیں جانتے کہ بھلا خدا تعالیٰ کو ان باتوں کی کیا حاجت ہے ؟ اُسکے غناء ذاتی کو اس بات کی کیا حاجت ہے کہ انسان دعا ۔ تسبیح اور تہلیل میں مصروف ہو بلکہ اسمیں انسان کا اپنا ہی فایدہ ہے کہ وہ اس طریق پر اپنے مطلب کو پہنچ جاتا ہے مجھے یہ دیکھکر بہت افسوس ہوتا ہے کہ آجکل عبادت اور تقوےٰ اور دینداری سے محبت نہیں ہے اسکی وجہ ایک عام زہریلا اثر رسم کا ہے ۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ کی محبت سرد ہو رہی ہے اور عبادت میں جس قسم کا مزا آنا چاہیئے وہ مزا نہیں آتا ۔ دنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں جس میں لذت اور ایک خاص حظ اللہ تعالیٰ نے نہ رکھا ہو جس طرح پر ایک مریض ایک عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ چیز کا مزا نہیں اٹھا سکتا اور وہ اُسے تلخ یا بالکل پھیکا سمجھتا ہے اسی طرح وہ لوگ جو عبادت الٰہی میں حظ اور لذت نہیں پاتے ان کو اپنی بیماری کا فکر کرنا چاہئے ۔ کیونکہ جیسا میں نے ابھی کہا ہے ۔ دُنیا میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جسمیں خدا تعالیٰ نے کوئی نہ کوئی لذت نہ رکھی ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے بنی نوع انسان کو عبادت کے لیے پیدا کیا تو پھر کیا وجہ ہے کہ اُس عبادت میں اُسکے لئے لذت اور سرور نہ ہو ۔ لذت اور سرور تو ہے ۔ مگر اُس سے حظ اٹھانے والا بھی تو ہو ۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ۔ وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ۔ اب انسان جب کہ عبادت ہی کے لئے پیدا ہوا ہے ۔ ضروری ہے کہ عبادت میں لذت اور سرور بھی درجہ غایت کا رکھا ہو ۔ اس بات کو ہم اپنے روزمرہ کے مشاہدہ اور تجربے سے خوب سمجھ سکتے ہیں مثلاً دیکھو اناج اور تمام خوردنی اور نوشیدنی اشیاء انسان کے لئے پیدا کیئے ہیں تو کیا اُن سے وہ ایک لذت اور حظ نہیں پاتا ہے ؟ کیا اس ذائقہ مزے اور احساس کے لئے اُسکے منہ میں زبان موجود نہیں ۔ کیا وہ خوبصورت اشیاء دیکھکر نباتات ہوں یا جمادات حیوانات ہوں یا انسان حظ نہیں پاتا ؟ کیا دل خوش کن اور سُریلی آوازوں سے اُسکے کان محظوظ نہیں ہوتے ؟ پھر کیا کوئی دلیل اور بھی اس امر کی اثبات کے لئے مطلوب ہے کہ عبادت میں لذت نہ ہو ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ ہم نے عورت اور مرد کو جوڑہ پیدا کیا ۔ اور مرد کو رغبت دی ہے ۔ اب اسمیں زبردستی نہیں کی بلکہ ایک لذت بھی دکھلائی ہے ۔ اگر محض توالد و تناسل ہی مقصود بالذات ہوتا تو مطلب پورا نہ ہو سکتا ۔ عورت اور مرد کی برہنگی کی حالت میں ان کی غیرت قبول نہ کرتی کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ تعلق پیدا کریں مگر اُسمیں اُنکے لئے ایک حظ ہے اور ایک لذت ہے یہ حظ اور لذت اس درجہ تک پہنچی ہے کہ بعض کوتاہ اندیش انسان اولاد کی بھی پروا اور خیال

نہیں کرسکتے - بلکہ ان کو صرف حظ ہی سے کام اور غرض ہے - خدا تعالےٰ کی علت غائی بندوں کا پیدا کرنا تہا اور اس سبب کے لیئے ایک تعلق عورت اور مرد میں قایم کیا - اور ضمناً اُسمیں ایک حظ رکہدیا جو اکثر نادانوں کے لیئے مقصود بالذات ہوگیا ہے - اسی طرح سے خوب سمجہلو کہ عبادت بہی کوئی بوجہ اور ٹیکس نہیں اُسمیں بہی ایک لذت اور سرور ہے اور یہ لذت اور سرور دنیا کی تمام لذتوں اور تمام حظوظ نفس سے بالاتر اور بالا تر ہے - جیسے عورت اور مرد کے باہمی تعلقات میں ایک لذت ہے اور اس سے وہی بہرہ مند ہوسکتا ہے جو مرد اپنے قوئے صحیح رکہتا ہے ایک نامرد اور مخنث وہ حظ نہیں اُٹھاسکتا اور جیسے ایک مریض کسی عمدہ سے عمدہ خوش ذائقہ غذا کی لذت سے محروم ہے - اسی طرح پر ہاں ہاں ٹہیک ایسا ہی وہ کمبخت انسان ہے جو عبادت الہٰی سے لذت نہیں پاسکتا -

عورت اور مرد کا جوڑا تو باطل اور عارضی جوڑا ہے میں کہتا ہوں حقیقی - ابدی - اور لذت مجسم جو جوڑا ہے وہ انسان اور خدا تعالےٰ کا ہے مجہے سخت اضطراب ہوتا اور کبہی کبہی یہ رنج میری جان کو کہانے لگتا ہے کہ ایک دن اگر کسی کو روٹی کہانے کا مزا نہ آئے - طبیب کے پاس جاتا اور کیسی کیسی منتیں اور خوشامدیں کرتا - روپیہ خرچ کرتا دکہہ اُٹہاتا ہے کہ وہ مزا حاصل ہو - وہ نامراد جو اپنی بیوی سے لذت حاصل نہیں کرسکتا - بعض اوقات گہبراگہبرا کر خودکشی کے ارادے تک پہنچ جاتا - اور اکثر موتیں اس قسم کی ہوجاتی ہیں مگر آہ! وہ مریض دل وہ نامراد کیوں کوشش نہیں کرتا جسکو عبادت میں لذت نہیں آتی؟ اوسکی جان کیوں غم سے نڈہال نہیں ہوجاتی - دنیا اور اُسکی خوشیوں کے لیئے کیا کچہہ کرتا ہے - مگر ابدی اور حقیقی راحتوں کی وہ پیاس اور تڑپ نہیں پاتا کس قدر بے نصیب ہے! کیا ہی محروم ہے! عارضی اور فانی لذتوں کے علاج تلاش کرتا ہے اور پا لیتا ہے - کیا ہوسکتا ہے کہ مستقل اور ابدی لذت کے علاج نہ ہوں؟ ہیں اور ضرور ہیں - مگر تلاش حق میں مستقل اور پویہ قدم درکار ہیں - قرآن کریم میں ایک موقعہ پر اللہ تعالےٰ نے صالحین کی مثال عورتوں سے دی ہے اس میں بہی ستر اور بہید ہے - ایمان لانے والوں کو مریم اور آسیہ سے مثال دی ہے یعنے خدا تعالےٰ مشرکین میں سے مومنوں کو پیدا کرتا ہے - بہرحال عورتوں سے مثال دینے میں دراصل ایک لطیف راز کا اظہار ہے یعنے جس طرح عورت اور مرد کا باہم تعلق ہوتا ہے اسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کا رشتہ ہے اگر عورت اور مرد کی باہم موافقت ہو اور ایک دوسرے پر فریفتہ ہو تو وہ جوڑا ایک مبارک اور مفید ہوتا ہے - ورنہ نظام خانگی بگڑ جاتا ہے اور مقصود بالذات حاصل نہیں ہوتا ہے - مرد اور جگہ خراب ہوکر صدہا قسم کی بیماریاں لے آتے ہیں - آتشک سے مجذوم ہوکر دنیا میں ہی محروم ہوجاتے ہیں اور اگر اولاد ہو بہی جاوے تو کئی پشت تک یہہ سلسلہ برابر چلا جاتا ہے اور ادہر عورت بے حیائی کرتی پہرتی ہے - اور عزت و آبرو کو ڈبو کر بہی سچی راحت حاصل نہیں کرسکتے غرض اس جوڑے سے الگ ہوکر کس قدر بدنتایج اور فتنے پیدا ہوتے ہیں - اسی طرح پر انسان روحانی جوڑے سے الگ ہوکر مجذوم اور مخذول ہوجاتا ہے - دنیاوی جوڑے سے زیادہ رنج و مصایب کا نشانہ بنتا ہے جیسا کہ عورت اور مرد کے جوڑے سے ایک قسم کی بقا کے لیئے حظ ہے اوسی طرح پر عبودیت اور ربوبیت کے جوڑے میں ایک ابدی بقا کے لیئے حظ موجود ہے صوفی کہتے ہیں کہ جسکو یہہ حظ نصیب ہوجاوے وہ دنیا اور مافیہا کے تمام حظوظ سے بڑہ ترجیح رکہتا ہے - اگر ساری عمر میں ایک بار بہی اسکو معلوم ہوجاوے تو اُسی میں ہی فنا ہوجاوے - لیکن مشکل تو یہ ہے کہ دنیا میں ایک بڑی تعداد ایسے لوگوں کی ہے جنہوں نے اس راز کو نہیں سمجہا اور ان کی نمازیں صرف ٹکریں ہیں اور اوپرے دل کے ساتہہ ایک قسم کی قبض اور تنگی سے صرف نشست و برخاست کے طور پر ہوتی ہے - مجہے اور بہی افسوس ہوتا ہے جب میں یہ دیکہتا ہوں کہ بعض لوگ صرف اسلئے نمازیں پڑہتے ہیں کہ وہ دنیا میں معتبر اور قابل عزت سمجہے جاویں اور پہر اس نماز سے یہہ بات انکو حاصل ہوجاتی ہے یعنے وہ نمازی اور پرہیزگار کہلاتے ہیں پہر انکو کیوں یہہ کہاجانیوالا غم نہیں لگتا کہ جب جہوٹ موٹ اور بے دلی کی نماز سے ان کو یہ مرتبہ حاصل ہوسکتا ہے تو کیوں ایک سچے عابد بننے سے ان کو عزت نہ ملے گی اور کیسی عزت ملے گی؟

غرض میں دیکہتا ہوں کہ لوگ نمازوں میں غافل اور سست اسلئے ہوتے ہیں کہ ان اُس لذت اور سرور سے اطلاع نہیں جو اللہ تعالےٰ نے نماز کے اندر رکہا ہے - اور بڑی بہاری وجہ اسکی یہی ہے - پہر شہروں اور گاؤں میں تو اور بہی سستی اور غفلت ہوتی ہے سو پچاسواں حصہ بہی تو پوری مستعدی اور سچی محبت سے اپنے مولا حقیقی کے حضور سر نہیں جہکاتا - پہر سوال یہی پیدا ہوتا ہے؟ کہ کیوں؟ اونکو اس لذت کی اطلاع نہیں اور نہ کبہی اونہوں نے اس مزے کو چکہا - اور مذاہب میں ایسے احکام نہیں ہیں - کبہی ایسا ہوتا ہے کہ ہم اپنے کاموں میں مبتلا ہوتے ہیں اور موذن اذان دے دیتا ہے پہر وہ سننا ہی نہیں چاہتے گویا انکے دل دُکہتے ہیں یہ لوگ بہت ہی قابل رحم ہیں - بعض لوگ یہاں بہی ایسے ہیں کہ انکی دُکانیں دیکہو تو مسجدوں کے نیچے ہیں مگر کبہی جاکر کہڑے بہی تو نہیں ہوتے - پس میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ خدا تعالےٰ سے نہایت سوز اور ایک جوش کے ساتہہ یہ دعا مانگنے چاہیے کہ جس طرح اور پہلوں اور اشیاء کی طرح طرح کی لذتیں عطا کی ہیں نماز اور عبادت کا بہی ایک بار مزا چکہا دے - کہایا ہوا یاد رہتا ہے دیکہو! اگر کوئی شخص کسی خوب صورت کو دیکہے مسرور

کو ایک سرور کے ساتھ دیکھتا ہے تو وہ اُسے خوب یاد رہتا ہے اور پھر اگر کسی بدشکل اور مکروہ ہیئت کو دیکھتا ہے تو اسکی ساری حالت بہ اعتبار اُسکے مجسم ہو کر سامنے آجاتی ہے۔ ہاں۔ اگر کوئی تعلق نہ ہو تو کچھ یاد نہیں رہتا۔ اسی طرح بے نمازوں کے نزدیک نماز ایک تاوان ہے کہ ناحق صبح اٹھکر سردی میں وضو کرکے خواب راحت چھوڑ کر کئی قسم کی آسایشوں کو کھو کر پڑھنی پڑتی ہے اصل بات یہ ہے کہ اسے بیزاری ہے وہ اسکو سمجھ نہیں سکتا۔ اس لذت اور راحت سے جو نماز میں ہے اسکو اطلاع نہیں ہے پھر نماز میں لذت کیونکر حاصل ہو؟ میں دیکھتا ہوں کہ ایک شرابی اور نشہ باز انسان کو جب سرور نہیں آتا تو وہ پے در پے پیالے پیتا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کو ایک قسم کا نشہ آجاتا ہے۔ دانشمند اور بزرگ انسان اس سے فائدہ اٹھا سکتا ہے اور وہ یہ کہ نماز پر دوام کرے اور پڑھتا جاوے یہاں تک کہ اسکو سرور آجاوے۔ اور جیسے شرابی کے ذہن میں ایک لذت ہوتی ہے جس کا حاصل کرنا اس کا مقصود بالذات ہوتا ہے اسی طرح سے ذہن میں اور ساری طاقتوں کا رجحان نماز میں اسی سرور کا حاصل کرنا ہو۔ اور پھر ایک خلوص اور جوش کے ساتھ کم از کم اس نشہ باز کے اضطراب اور قلق و کرب کی مانند ہی ایک دعا پیدا ہو کہ وہ لذت حاصل ہو تو میں کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ یقیناً یقیناً وہ لذت حاصل ہو جاوے گی پھر نماز پڑھتے وقت اُن مفاد کا حاصل کرنا بھی ملحوظ ہو جو اس سے ہوتے ہیں اور احسان پیش نظر رہے۔ ان الحسنات یذہبن السیئات نیکیاں بدیوں کو زائل کر دیتی ہیں پس ان حسنات کو اور لذات کو دل میں رکھکر دعا کرے کہ وہ نماز جو کہ صدیقوں اور محسنوں کی ہے وہ نصیب کرے یہ جو فرمایا ہے ان الحسنات یذہبن السیئات یعنے نیکیاں یا نماز بدیوں کو دور کرتی ہے یا دوسرے مقام پر فرمایا ہے کہ نماز فواحش اور برائیوں سے بچاتی ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ بعض لوگ باوجود نماز پڑھنے کے پھر بدیاں کرتے ہیں۔ اسکا جواب یہ ہے کہ وہ نمازیں پڑھتے ہیں۔ مگر نہ روح اور نہ راستی کے ساتھ وہ صرف رسم اور عادت کے طور پر ٹکریں مارتے ہیں اُن کی روح مردہ ہے۔ اللہ تعالے نے اُن کا نام حسنات نہیں رکھا اور یہاں جو حسنات کا لفظ رکھا الصلوۃ کا لفظ نہیں رکھا۔ باوجودیکہ معنے وہی ہیں" اسکی وجہ یہ ہے کہ تا نماز کی خوبی اور حسن و جمال کی طرف اشارہ کرے کہ وہ نماز بدیوں کو دور کرتی ہے جو اپنے اندر ایک سچائی کی روح رکھتی ہے اور فیض کی تاثیر اسمیں موجود ہے وہ نماز یقیناً برائیوں کو دور کرتی ہے نماز نشست و برخاست کا نام نہیں ہے۔ نماز کا مغز اور روح وہ دعا ہی جو ایک لذت اور سرور اپنے اندر رکھتی ہے ارکان نماز دراصل روحانی نشست و برخاست کے ہیں۔ انسان کو خدا تعالے کے روبرو کھڑا ہونا پڑتا ہے اور قیام بھی آداب خدمت گاران میں سے ہے۔ رکوع جو دوسرا حصہ ہے۔ بتلاتا ہے کہ گویا تیاری ہے کہ وہ تعمیل حکم کو کس قدر گردن جھکاتا ہے اور سجدہ کمال آداب اور کمال تذلل اور نیستی کو جو عبادت کا مقصود ہے ظاہر کرتا ہے۔ یہ آداب اور طرق ہیں جو خدا تعالے نے بطور یادداشت کے مقرر کر دیئے ہیں اور جسم کو باطنی طریق سے حصہ دینے کی خاطر ان کو مقرر کیا ہے علاوہ ازیں باطنی طریق کے اثبات کی خاطر ایک ظاہری طریق بھی رکھدیا ہے۔ اب اگر ظاہری طریق میں (جو اندرونی اور باطنی طریق کا ایک عکس ہے) صرف نقال کی طرح نقلیں اتاری جاویں اور اسے ایک بارگراں سمجھکر اتار پھینکنے کی کوشش کی جاوے تو تم ہی بتاؤ۔ انمیں کیا لذت اور حظ آسکتا ہے اور جب تک لذت اور سرور نہ آئے اسکی حقیقت کیونکر متحقق ہوگی اور یہ اس وقت ہوگا جب کہ روح بھی ہمہ نیستی اور تذلل تام ہو کر آستانہ الوہیت پر گرے اور جو زبان بولتی ہے روح بھی بولے اسوقت ایک سرور اور نور اور تسکین حاصل ہو جاتی ہے۔ میں اسکو اور کھول کر لکھنا چاہتا ہوں۔ کہ انسان جسقدر مراتب طے کرکے انسان ہوتا ہے یعنے کہاں نطفہ۔ بلکہ اس سے بھی پہلے نطفہ کے اجزاء یعنے مختلف قسم کی اغذیہ اور اُنکی ساخت اور بناوٹ پھر نطفہ کے بعد مختلف مدارج کے بعد بچہ۔ پھر جوان۔ بوڑھا۔ غرض اُن تمام عالموں میں جو اُسپر مختلف اوقات میں گزرے ہیں۔ اللہ تعالے کی ربوبیت کا معترف ہو اور وہ نقشہ ہر آن اُس کے ذہن میں کھنچا رہے تو بھی وہ اس قابل ہو سکتا ہے کہ ربوبیت کے مقابل میں اپنی عبودیت کو ڈالدے۔ غرض مدعا یہ ہے کہ نماز میں لذت۔ اور سرور بھی عبودیت اور ربوبیت کے ایک تعلق سے پیدا ہوتا ہے۔ جب تک اپنے آپ کو عدم محض یا مشابہ بالعدم قرار دیکر جو ربوبیت کا ذاتی تقاضا ہے نہ ڈالدے۔ اُسکا فیضان اور پرتو اُسپر نہیں پڑتا اور اگر ایسا ہو تو پھر اعلیٰ درجہ کی لذت حاصل ہوتی ہے جس سے بڑھکر کوئی حظ نہیں ہے۔ اسمقام پر انسانی روح جب ہمہ نیستی ہو جاتی ہے تو وہ خدا کی طرف ایک چشمہ کیطرح بہتی ہے۔ اور ماسوی اللہ سے اسے انقطاع تام ہو جاتا ہے۔ اُسوقت خدا تعالے کی محبت اُسپر گرتی ہے۔ اس اتصال کے وقت ان دو جوشوں سے جو اوپر کیطرف سے ربوبیت کا جوش اور نیچے کی طرف سے عبودیت کا جوش ہوتا ہے۔ ایک خاص کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ اسکا نام صلوٰۃ ہے۔ پس یہی وہ صلوٰۃ ہے جو سیئات کو بھسم کرجاتی ہے۔ اور اپنی جگہ ایک نور اور چمک چھوڑ دیتی ہے۔ جو سالک کو راستہ کے خطرات اور مشکلات کے وقت ایک منور شمع کا کام دیتی ہے اور ہر قسم کے خس و خاشاک اور ٹھوکر کے پتھروں اور خار و خس سے جو اُسکی راہ میں ہوتی ہیں آگاہ کرکے بچاتی ہے اور یہی وہ حالت ہے جبکہ ان الصلوٰۃ تنہی عن الفحشاء والمنکر والبغی کا اطلاق اُسپر ہوتا ہے

کیونکہ اسکے ہاتھ میں نہیں نہیں اسکے شعور اور دل پر ایک روشن چراغ رکھا ہوا ہوتا ہے اور یہ درجہ کامل تذلل - کامل نیستی اور فروتنی اور پوری اطاعت سے حاصل ہوتا ہے - پھر گناہ کا خیال اسے آ کیونکر سکتا ہے اور انکار اسمیں پیدا ہی نہیں ہو سکتا - فحشا کی طرف اسکی نظر اٹھ ہی نہیں سکتی - غرض اسے ایسی لذت ایسا سرور حاصل ہوتا ہے میں نہیں سمجھ سکتا کہ اسے کیونکر بیان کروں -

پھر یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ یہ نماز جو اپنے اصلی معنوں میں نماز ہے دعا سے حاصل ہوتی ہے - غیر اللہ سے سوال کرنا مومنانہ غیرت کے صریح اور سخت مخالف ہے - کیونکہ یہ مرتبہ دعا کا اللہ ہی کے لئے ہے - جب تک انسان پورے طور پر حنیف ہو کر اللہ تعالےٰ ہی سے سوال نہ کرے اور اسی سے نہ مانگے - سچ سمجھو کہ حقیقی طور پر وہ سچا مسلمان اور سچا مومن کہلانے کا مستحق نہیں - اسلام کی حقیقت ہی یہ ہے کہ اسکی تمام طاقتیں اندرونی ہوں یا بیرونی سب کی سب اللہ تعالےٰ ہی کے آستانہ پر گری ہوئی ہوں جسطرح پر ایک بڑا انجن بہت سی کلوں کو چلاتا ہے - پس اسی طور پر جب تک انسان اپنے ہر کام اور ہر حرکت و سکون کو اسی انجن کی طاقت عظمیٰ کے ماتحت نہ کر لیوے وہ کیونکر اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا قائل ہو سکتا ہے اور اپنے آپ کو انی وجہت وجھی للذی فطر السمٰوات والارض کہتے وقت واقعی حنیف کہہ سکتا ہے؟ جیسے منہ سے کہتا ہے ویسے ہی ادہر کی متوجہ ہو تو لاریب وہ مسلم ہے وہ مومن اور حنیف ہے - لیکن جو شخص اللہ تعالےٰ کے سوا غیر اللہ سے سوال کرتا ہے اور ادہر بھی جھکتا ہے وہ یاد رکھے کہ بڑا ہی بدقسمت اور محروم ہے کہ اس پر وہ وقت آ جانے والا ہے کہ وہ زبانی اور نمائشی طور پر اللہ تعالےٰ کی طرف نہ جھک سکے ترک نماز کی عادت اور کسل کی ایک وجہ یہ بھی ہے کیونکہ جب انسان غیر اللہ کی طرف جھکتا ہے تو روح اور دل کی طاقتیں اس درخت کی طرح جسکی شاخیں ابتداءً ایک طرف کر دی جاویں اور اسطرف جھک کر پرورش پالیں ادہر ہی جھکتے ہے اور خدا تعالےٰ کی طرف سے ایک سختی اور تشدد اسکے دل میں پیدا ہو کر اسے منجمد اور پتھر بنا دیتا ہے - جیسے وہ شاخیں پھر دوسری طرف مڑ نہیں سکتا - اسی طرح پر وہ دل اور روح دن بدن خدا تعالےٰ سے دور ہوتی جاتی ہے پس یہ بڑی خطرناک اور دل کو کپکپا دینے والی بات ہے کہ انسان اللہ تعالےٰ کو چھوڑ کر دوسرے سے سوال کرے - اسی لئے نماز کا التزام اور پابندی بڑی ضروری چیز ہے تاکہ اولاً وہ ایک عادت راسخہ کی طرح قائم ہو اور رجوع الی اللہ کا خیال ہو - پھر رفتہ رفتہ وہ وقت خود آ جاتا ہے جب کہ انقطاع کلی کی حالت میں انسان ایک نور اور ایک لذت کا وارث ہو جاتا ہے - میں اس امر کو پھر تاکید سے کہتا ہوں - افسوس ہے کہ مجھے وہ لفظ نہیں ملے جس میں غیر اللہ کی طرف رجوع کرنے کی برائیاں بیان کر سکوں لوگوں کے پاس جا کر منت و خوشامد کرتے ہیں یہ بات خدا تعالےٰ کی غیرت کو جوش میں لاتی ہے کیونکہ یہ تو لوگوں کی نماز ہے پس وہ اس سے ہٹتا اور اسے دور پھینک دیتا ہے - میں موٹے الفاظ میں اسکو بیان کرتا ہوں گو یہ امر اسطرح پر نہیں ہے مگر سمجھ میں خوب آ سکتا ہے کہ جیسے ایک مرد غیور کی غیرت تقاضا نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو کسی غیر کے ساتھ تعلق پیدا کرتے ہوئے دیکھ سکے اور جس طرح پر وہ مرد ایسی حالت میں اس نابکار عورت کو واجب القتل سمجھتا - بلکہ بسا اوقات ایسی وارداتیں ہو جاتی ہیں - ایسا ہی جوش اور غیرت الوہیت کا ہے عبودیت اور دعا خاص اسی ذات کے مقابل ہیں وہ پسند نہیں کر سکتا کہ کسی اور کو معبود قرار دیا جاوے یا پکارا جاوے - پس خوب یاد رکھو اور پھر یاد رکھو! کہ غیر اللہ کی طرف جھکنا خدا سے کاٹنا ہے - نماز اور توحید کچھ ہی کہو کیونکہ توحید کے عملی اقرار کا نام ہی نماز ہے اسوقت بے برکت اور بے سود ہوتی ہے جب اسمیں نیستی اور تذلل کی روح اور حنیف دل نہ ہو!!!

سنو! وہ دعا جسکے لئے ادعونی استجب لکم فرمایا ہے اسکے لئے یہی سچی روح مطلوب ہے اگر اس تضرع اور خشوع میں حقیقت کی روح نہیں تو وہ ٹیں ٹیں سے کم نہیں ہے - پھر کوئی کہہ سکتا ہے کہ اسباب کی رعایت ضروری نہیں ہے؟ یہ ایک غلط فہمی ہے - شریعت نے اسباب کو منع نہیں کیا ہے اور سچ پوچھو تو کیا دعا اسباب نہیں؟ یا اسباب دعا نہیں؟ تلاش اسباب بجائے خود ایک دعا ہے اور دعا بجائے خود عظیم الشان اسباب کا چشمہ!

انسان کی ظاہری بناوٹ اسکے دو ہاتھ دو پاؤں کی ساخت ایک دوسرے کی امداد کا ایک قدرتی رہنما ہے - جب یہ نظارہ خود انسان میں موجود ہے پھر کس قدر حیرت اور تعجب کی بات ہے کہ وہ تعاونوا علی البر والتقوی کے معنے سمجھنے میں مشکلات کو دیکھے

ہاں! میں کہتا ہوں کہ تلاش اسباب بھی بذریعہ دعا کرو!! امداد باہمی میں نہیں سمجھا کہ جب میں تمہیں تمہارے جسم کے اندر اللہ تعالےٰ کا ایک قائم کردہ سلسلہ اور کامل رہنما سلسلہ دکھاتا ہوں تم اس سے انکار کرو - اللہ تعالےٰ نے اس بات کو اور بھی صاف کرنے اور روشن سے دنیا پر کھول دینے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا ایک سلسلہ دنیا میں قائم کیا - اللہ تعالےٰ اس بات پر قادر تھا اور قادر ہے کہ اگر وہ چاہے تو کسی قسم کی امداد کی ضرورت ان رسولوں کو باقی نہ رہنے دیتے مگر پھر بھی ایک وقت ان پر آتا ہے کہ وہ من انصاری الی اللہ کہنے پر مجبور ہوتے ہیں کیا وہ ایک ٹکڑ گدا فقیر کی طرح بولتے ہیں؟ نہیں - من انصاری الی اللہ کہنے کی بھی ایک شان ہوتی ہے وہ دنیا کو رعایت اسباب

اسباب سکھانا چاہتے ہیں جو دعا کا ایک شعبہ ہے ورنہ اللہ تعالےٰ پر ان کو کامل ایمان اسکے وعدوں پر پورا یقین ہوتا ہے وہ جانتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا وعدہ کہ انا لننصر رسلنا والذین امنوا فی الحیوۃ الدنیا ایک یقینی اور حتمی وعدہ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ بھلا اگر خدا کسیکے دل میں مدد کا خیال نہ ڈالے تو کوئی کیونکر مدد کر سکتا ہے۔ اصل بات یہی ہے کہ حقیقی معاون و ناصر وہی ایک ذات ہے جسکا شان نعم المولیٰ ونعم النصیر ونعم الوکیل ہے دنیا اور دنیا کی مددیں۔ ان لوگوں کے سامنے کالمیت ہوتے ہیں اور مردہ کیڑے کے برابر بھی حقیقت نہیں رکھتے ہیں لیکن دنیا کو دعا کا ایک موٹا طریق بتلانے کے لئے وہ ظاہری راہ بھی اختیار کرتے ہیں حقیقت میں وہ اپنے کاروبار کا متولی خدا تعالےٰ ہی کو جانتے ہیں۔ اور یہ بات بالکل سچ ہے وھو یتولی الصالحین اللہ تعالےٰ ان کو مامور کر دیتا ہے کہ وہ اپنے کاروبار کو دوسروں کے ذریعہ سے ظاہر کریں ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مختلف مقامات پر مدد کا وعظ کرتے تھے اسلئے کہ وہ وقت نصرت الٰہی کا تھا۔ اسکو تلاش کرتے تھے کہ وہ کسکے شامل حال ہوتی ہے۔ یہ ایک بڑی غور طلب بات ہے دراصل مامور من اللہ لوگوں سے مدد نہیں مانگتا۔ بلکہ من انصاری الی اللہ کہکر وہ اس نصرت اللہ کا استقبال کرنا چاہتا ہے اور ایک فرط شوق سے بیقرار دل کی طرح اسکی تلاش میں رہتا ہے۔ نادان اور کوتاہ اندیش لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ وہ لوگوں سے مدد مانگتا ہے۔ بلکہ اسی طرح اس شان میں وہ کسی ولی کے لئے جو اس نصرت کا موجب ہوتا ہے ایک برکت اور رحمت کا موجب ہوتا ہے۔ پس مامور من اللہ کی طلب امداد کا اصل سر اور راز یہی ہے جو قیامت تک اسی طرح رہے گا۔ اشاعت دین میں مامور من اللہ دوسروں سے مدد چاہتے ہیں۔ مگر کیوں؟ اپنے ادائے فرض کے لئے تاکہ دلوں میں خدا تعالےٰ کی عظمت پیدا کرے ورنہ یہ تو ایک ایسی بات ہے کہ قریب بکفر پہنچ جاتی ہے اگر غیر اللہ کو متولی قرار دیں اور ان نفوس قدسیہ سے ایسا امکان؟ محال مطلق ہے۔ میں نے ابھی کہا ہے کہ توحید تب ہی پوری ہوتی ہے کہ کل مرادوں کا معطی اور تمام امراض کا چارہ اور مداوا وہی ذات واحد ہو۔ لا الٰہ الا اللہ کے معنے یہی ہیں۔ صوفیوں نے اسمیں الٰہ کے لفظ سے محبوب۔ مقصود۔ معبود مراد لی ہے۔

بے شک اصل اور سچ یونہی ہے۔ جب تک انسان کامل طور پر توحید پر کاربند نہیں ہوتا۔ اسمیں اسلام کی محبت اور عظمت قائم نہیں ہوتی اور پھر میں اصلی ذکر کی طرف رجوع کرکے کہتا ہوں کہ نماز کی لذت اور سرور اسے حاصل نہیں ہو سکتا۔ مدار اسی بات پر ہے کہ جب تک برے ارادے ناپاک اور گندے منصوبے بھسم نہ ہوں انانیت اور شیخی دور ہو کر نیستی اور فروتنی نہ آئے خدا کا سچا بندہ نہیں کہلا سکتا اور عبودیت کاملہ کے سکھانے کے لئے بہترین معلم اور افضل ترین ذریعہ نماز ہی ہے

میں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالےٰ سے سچا تعلق حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو تو نماز پر کاربند ہو جاؤ اور ایسے کاربند ہو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں۔

آئینہ حق نما

جس رسالہ کی نسبت ہمارے مخدوم حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹی نے اشتہار دیا تھا وہ مندرجہ بالا نام کے ساتھ چھپ کر شائع ہو گیا ہے اور قیمت ۳ مقرر ہوئی ہے۔ جو صاحب منگوانا چاہیں دفتر اخبار الحکم سے طلب کر لیں۔

ایسا ہی اسرار معرفت کے عنوان میں جس تحریر کا حوالہ دیا گیا ہے وہ بھی معرکۃ الآرا خطبہ جو مسئلہ وحدت وجود پر کہا گیا ہے شائع ہو گیا ہے اور ۳ قیمت پر دفتر اخبار الحکم قادیان ہی سے ملیگی۔ جو لوگ اخبار الحکم کی امداد ضروری سمجھتے ہیں اور زیادہ کاپیاں خرید سکتے ہیں وہ متعدد کاپیاں خرید کر اور لوگوں میں انکی اشاعت کریں۔ یہ تقریر مذکور کی صرف چار سو کاپیاں طبع ہوئی ہیں۔ جو صرف ہمیں آدمیوں کی توجہ سے فروخت ہو سکتی ہیں۔ حضرت اقدس کے کلمات طیبات کی قدر کرنے والے ان انمول موتیوں کو ضرور خریدیں۔ جو ہماری کسی تعریف کے محتاج نہیں ہیں۔ مذکورہ بالا دونوں رسالوں کے ملنے کا پتہ مینیجر اخبار الحکم قادیان۔

ناظرین اخبار کے لئے

باوجودیکہ ہم نے مفصل طور پر اپنی مشکلات کو اپنے بالغ خود ناظرین تک پہونچا دیا ہے۔ اس پر بھی عملی طور پر بہت کم ہمدردی کا ثبوت ملا ہے۔ آئندہ کے لئے ہم نہیں سمجھ سکتے کہ بدون وصول قیمت ہم کب تک اور کیونکر اخبار ناظرین کو دے سکتے ہیں۔ پس یہ قرین مصلحت سمجھا گیا ہے کہ ہفتہ وار مسلسل طور پر خریداران کے نام سالانہ قیمت کے لئے اور اس زر بقایا کے لئے جو سال گذشتہ کے چندہ میں سے باقی ہے بصیغہ وی پی بھیجا جاوے اور ایک ہفتہ پیشتر سے ان احباب کو اطلاع دی جایا کرے خواہ بذریعہ اخبار یا بذریعہ خطوط۔ عموماً ایسی اطلاعیں بذریعہ اخبار ہی شایع ہوا کریں گی کیونکہ تقاضے کے خطوط لکھنے کا بوجھ ہم برداشت نہیں کر سکتے چنانچہ ۱۹ اپریل کا پرچہ جن احباب کے نام وی پی ہوگا اور اطلاع دی جاویگی ایسا ہی انتظام آئندہ کے لئے ہوگا

مکتوبات امام الزمان

مخدومی و مکرمی اخویم شاہ صاحب سلمہ تعالےٰ

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

آں مخدوم کا عنایت نامہ پہونچا۔ الٰہی بخش صاحب کے اعتراض کے بارے میں بات کو طول دینا اس عاجز کے نزدیک مناسب نہیں جو کچھ ہو رہا ہے خداوند کریم کر رہا ہے اور جو کچھ کر رہا ہے بہتر کر رہا ہے۔ کیوں دوسروں کو درمیان میں دیکھا جائے اسکے تلطفات و احسانات کیونکر شمار میں آسکتے ہیں کہ اس احقر عباد پر باوجود صدہا طرح کی آلودگیوں کے جو اس عاجز میں دیکھتا ہے اور باوصف ہزاروں نقصانوں کے کہ جو اس عاجز میں دمبدم پاتا ہے۔ دمبدم اپنی عنایات زیادہ کرتا جاتا ہے۔ پھر جو لوگ حقیقت ... اور طول مدت اس کام میں پڑے ہوئے ہیں اور ذریت صلحا اور بیعت یافتہ صالحین ہیں اور صحبت دیدہ اور محنت کشیدہ ہیں اگر وہ بمقتضائے اپنی بشریت کے کسی نوع کے رشک کا مظہر بن جائیں تو معذور ہیں۔ آپ اس خاندان سے بمنشائے الٰہی ہیں آپکے لئے یہی چاہئے کہ دعائے خیر سے یاد کریں نواب صاحب کے بارے میں جو آپنے دریافت فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ ہے کہ نواب صاحب کے لئے یہ عاجز ایک مدت تک بہت تضرع سے دعا کرتا رہا ہے ایک مرتبہ خواب میں دیکھا کہ نواب صاحب کی حالت غم سے خوشی کی طرف مبتدل ہوگئی ہے اور آسودہ حال اور شکر گذار ہیں اور نہایت عمدگی اور صفائی سے یہ خواب آئی اور یہ خواب بطور کشف تھی چنانچہ اسی صبح کو نواب صاحب کو اس خواب سے اطلاع دی گئی پھر ایسا اتفاق ہوا کہ ایک صاحب الٰہی بخش نام اکونٹنٹ نے کہ جو اس کتاب کے معاون ہیں۔ کسی بڑی مشکل میں دعا کے لئے درخواست کی اور بطور خدمت پچاس روپیہ بھیجے۔ اور جس روز یہ خواب آئی۔ اس روز سے دو چار روز پہلے انکی طرف سے دعا کے لئے الحاح ہو چکا تھا۔ مگر یہ عاجز نواب صاحب کے لئے مشغول تھا اس لئے انکے لئے دعا کرنے کو کسی اور وقت پر موقوف رکھا اور جب روز نواب صاحب کے لئے بشارت دیگئی تھی تو اسدن خیال آیا کہ آج منشی الٰہی بخش کے لئے توجہ سے دعا کریں۔ سو بعد نماز عصر جو وقت صفا پایا اور دعا کا ارادہ کیا گیا تو پھر بھی دل نے یہی چاہا کہ اس دعا میں بھی نواب صاحب کو شامل کر لیا جائے۔ سو اس وقت نواب صاحب اور منشی الٰہی بخش دونوں کے لئے دعا کیگئی بعد دعا اسی جگہ الہام ہوا **ننجیهما من الغم** یعنے ہم ان دونوں کو غم سے نجات دینگے چونکہ یہ عاجز اسیدن صبح کے وقت نواب صاحب کی خدمت میں خط روانہ کر چکا تھا اور بذریعہ رویائے صادقہ نواب صاحب کو بہت سی تسلی دیگئی تھی اسلئے اسی خط پر کفایت کی گئی۔ اور منشی الٰہی بخش کو اس الہام سے اطلاع دیگئی اور بروقت صدور اس الہام کے چند نمازی موجود تھے اور اتفاقاً دو ہندو ملاوا ... اور شرمپت نامی بھی کہ جو اکثر آیا جایا کرتے ہیں عین اس موقعہ پر موجود تھے ان کو بھی اسیوقت اطلاع دیگئی اور کئی مہمان آئے ہوئے تھے ان کو بھی خبر دیگئی۔

باقی آئندہ

انوار احمدیہ پریس قادیان میں شیخ یعقوب علی صاحب ایڈیٹر و پبلشر